شانِ غوث الوریٰ

حقیقت مسئلہ فی کرامات الاولیاء

مع اضافہ

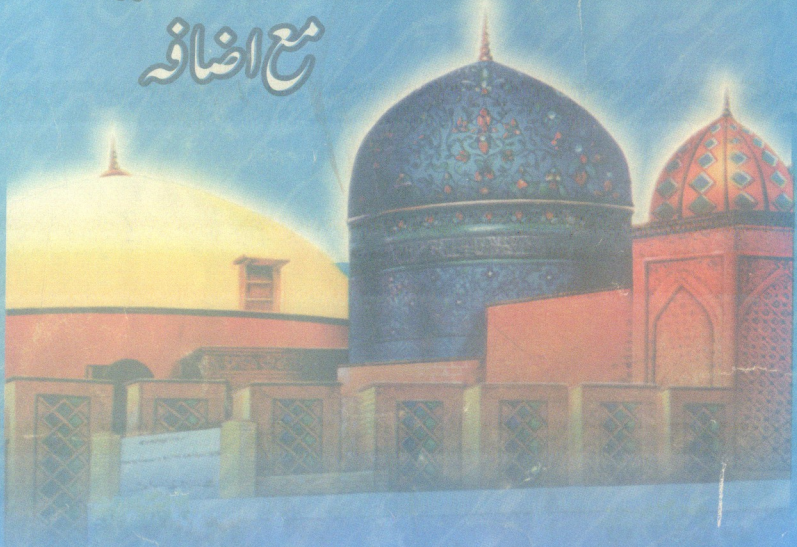

صاحبزادہ ابوالاحسن محمد احمد قادری اشرفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ اشرفیہ حضور شیر اہلسنت بادامی باغ لاہور

انجمن خدام رسول صلی اللہ علیہ وسلم لاہور

شانِ غوث الوریٰ

حقیقت مسئلہ فی کرامات الاولیاء

مع اضافہ

تصنیف

صاحبزادہ ابوالاحسن محمد احمد قادری اشرفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ اشرفیہ حضور شیر اہلسنت

بادامی باغ لاہور

انجمن خدام رسول صلی اللہ علیہ وسلم لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ..... شانِ غوث الوریٰ

حقیقت مسئلہ کرامات اولیاء

مؤلف ..... ابوالاحسن محمد احمد قادری

اشاعت اول ..... مارچ 2009ء

اشاعت دوئم ..... مئی 2014ء

صفحات 32

مطبع ..... ظفر دارالکتابت داتا دربار لاہور

ناشر ..... انجمن خدام رسول ﷺ لاہور

برائے ایصال ثواب

والدین و برادران حاجی محمد مشتاق صاحب

حاجی محمد شفیع مرحوم

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے شیخ کامل مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر مظہر غوث اعظم نائب اعلیٰ حضرت پیر طریقت رہبر شریعت ابو العلاء مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی المعروف محدث اعظم قصور قدس سرہ العزیز اور اپنے والد گرامی شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء شیر اہلسنت حضرت علامہ ابو الارشاد پیر مفتی غلام رسول قادری اشرفی قدس سرہ العزیز کے نام کرتا ہوں۔ جن کی نگاہ فیض نے مجھ جیسے حقیر پر تقصیر کو اس قابل بنایا کہ مجھے شانِ غوث اعظم میں کچھ لکھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

خادم اولیاء

فقیر ابو الاحسن محمد احمد قادری اشرفی

سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ اشرفیہ حضور شیر اہلسنت

متصل پیکو جامع مسجد بادامی باغ لاہور

خطیب جامع مسجد حنیفہ رضویہ مولا داد

واڑ استار چونگی جی ٹی روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

جگر گوشہ محدث اعظم قصور حضرت علامہ صاحبزادہ

ڈاکٹر پیر مفتی محمد ارشاد علی قادری اشرفی

آستانہ عالیہ قبلہ شیخ الحدیث قصور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد

میرے نہایت محترم ومکرم فاضل محتشم، فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ پیر محمد احمد قادری اشرفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے رسالہ کا میں نے عمیق مطالعہ کیا۔ خداوند قدوس جل جلالہ کے فضل وکرم اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کی رحمت کاملہ کے صدقہ جلیلہ سے یہ رسالہ انشاء اللہ العزیز ہر عام وخاص کیلئے نہایت مفید ثابت ہوگا۔ میں علامہ صاحب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اہل علاقہ کیلئے ہی نہیں بلکہ تمام عوام الناس کیلئے بڑا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

اللہ کرے زور بیان اور زیادہ ہو۔ آمین

فقط والسلام ذوالمجد والاحترام سلمکم الرحمٰن الیٰ یوم القیام

صاحبزادہ قاری محمد ارشاد علی قادری

ناظم اعلیٰ مرکزی جامعۃ اللبنات قصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا ابوالنجیب محمد انور قادری علائی صاحب

ناظم اعلیٰ جامعہ بحر العلوم قادریہ علائیہ قصور

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

عہد حاضر تمدنی ارتقاء کا زمانہ ہے انسانی اذہان اور عملی صلاحیتیں کھل کر میدا میں آگئے ہیں فطرت کے اسرار نہفتہ پر خاکی نژادوں کا دسترس روز بروز اس تیزی سے بڑھتا جارہا ہے کہ کم علموں اور کوتاہ بینوں کی نگاہیں خیرہ ہورہی ہیں جن کو دا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ ذی علم لوگوں سے دین کا کام لے لیتا ہے۔ جیسا کہ زیر نظر رسالہ میں حضرت علامہ ابوالاحسن محمد احمد قادری اشرفی نے بڑی تحقیق اور جامعیت کے انداز میں کرامات اولیاء حق ہیں کے موضوع پر کلام کیا۔ فاضل مصنف نے رسالہ میں اعتدال اور حقیقت پسندی کا خیال رکھتے ہوئے بڑا شائستہ اور معتدل انداز اختیار کیا۔ انہوں نے دلائل اور حقائق کی روشنی میں اپنے موقف کو ثابت کیا جس سے قارئین کرام یقیناً متاثر ہوں گے اور رسالہ کی اہمیت وافادیت کو تسلیم کریں گے۔

فقیر پر تقصیر دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو فیوض و برکات اور انوار تجلیات سے ہمارے قلوب و اذہان کو منور فرمائے اور فاضل مصنف کی یہ مخلصانہ کوشش قبول فرمائے اور ان کا رسالہ بارگاہ غوثیہ میں منظور و مقبول ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین

فقیر ابوالنجیب محمد انور قادری علائی قصوری ۲۰۰۹-۱-۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ **حافظ مفتی امام علی** صاحب
جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب والا کا مکتوب رسالہ نظر سے گزرا پڑھ کر مسرت ہوئی کہ موجودہ دور میں مذکورہ واقعہ کے بارے لوگوں کے نظریات میں رخنہ ڈالنے کی سعی لا حاصل کی جارہی ہے تو بارگاہِ الٰہی میں امید کی جاتی ہے کہ اس واقعہ کو دلائل کے ساتھ مزین کرنے کے بعد کسی کے ذہن میں کوئی غلط خیال باقی نہ رہے گا بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور حضرت کو زیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

والسلام **حافظ امام علی**
جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
۱۹_۲_۲۰۰۹

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

اسلام کے نام پر مسلمانوں میں غلط عقائد کا رواج، فاسد نظریات کا پرچار تو قدیم سے جاری ہے مگر سرزمین پاک و ہند میں ایک مخصوص گروہ ایک عرصہ دراز سے اہل حق کے خلاف زبان طعن دراز کرتا چلا آرہا ہے کبھی مسلمانوں کو مشرک اور کبھی بدعتی کہا جاتا ہے کبھی اولیاء کرام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جاتا ہے اور ان کی کرامات کا انکار کیا جاتا ہے اور بھولے بھالے لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ صرف قصے کہانیاں بنائے گئے ہیں ان کی کچھ اصل نہیں عوام الناس کو قرآن و حدیث کے نام پر گمراہ کیا جاتا ہے۔ فقیر نے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کرامت بیان کی تو بدمذہب لوگوں کی طرف سے اعتراضات کی بچھاڑ شروع ہوئی تو فقیر نے اپنے اسلاف کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیے۔ جس کا فائدہ یہ ہوا کہ (جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا) کے مصداق معترضین کی زبانیں بند ہوگئیں فقیر نے خیال کیا کہ یہ دلائل عوام الناس کے سامنے ایک رسالہ کی صورت میں پیش کرنے چاہئیں تا کہ ایمان کے ڈاکوؤں سے سادہ لوح مسلمان اپنا ایمان محفوظ کرسکیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ میری اس حقیری کوشش کو قبول فرمائے اور سرکار سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات سے ہمیں مالا مال فرمائے۔ آمین

سگ آستانہ قادریہ اشرفیہ حضور شیر اہلسنت

فقیر ابوالاحسن محمد احمد قادری اشرفی

۱۱ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ النبی الکریم الرؤف الرحیم

اہل سنت و جماعت حنفی بریلویوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء حق اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ولی سے جو بھی کرامت ظہور میں آتی ہے حقیقت میں وہ قدرت الٰہیہ کا کرشمہ ہوتا ہے۔ شرح عقائد میں ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ کرامات اولیاء حق ہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے کرامات اولیاء کا حق ہونا ثابت ہے۔ اور پھر یہ آیت پڑھنے کے بعد (ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر (القرآن) کوئی بھی منصف مزاج اور صحیح الدماغ ایک لمحہ کے لئے بھی ماننے کو تیار نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ سرکار محبوب سبحانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا اور وہ سوار جن کو دریائی جانور اپنی خوراک بنا چکے ہیں یا وہ پانی میں گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو چکے ہیں بمعہ ان کے دریا سے زندہ سلامت باہر نکال دے اور خالق کائنات اپنی قدرت کا ظہور جو فرماتا ہے کہ صرف اپنے پیارے بندوں کی شان بلند کرنے کیلئے جس کام کو وہ خود کر سکتا ہے وہ کام اپنے ان اولیاء کے ذریعہ سے کراتا ہے مقصد یہ ہے کہ عقل کے اندھوں کو میرے محبوبوں کی شان کا پتہ چل جائے۔ سب سے پہلے سرکار سیدنا غوث الاعظم کا وہ واقعہ جس میں آپ نے بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑا صحیح سالم بمعہ باراتیوں اور دولہا دولہن کے دریا سے نکالا اس کا ذکر سن لیں پھر

انشاء اللہ العزیز بتوفیق رب قدیر اس کا قرآن پاک سے استدلال لیں گے
واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دن سرکار سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفریح کی غرض سے دریا کی طرف تشریف لے گئے خادم
بھی ساتھ تھا آپ نے دیکھا کہ بہت ساری عورتیں اپنے اپنے گھڑے لیے
دریا پر پانی بھر رہی ہیں ساری عورتیں پانی بھر کر چلی گئیں مگر ایک بوڑھی
عورت گھڑا دریا کے کنارے رکھے منہ پر چادر ڈالے زار و قطار رو رہی ہے۔
آپ نے اس کے رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو ایک خادم نے عرض کیا
حضور مجھے اس کے حال سے واقفیت ہے وہ یہ کہ اس بیچاری کا ایک ہی بیٹا تھا
اس کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ بارات دولہن کو لے کر واپس پلٹی
راستے میں یہ دریا پڑتا تھا سارے کشتی پر سوار ہوئے جب کشتی بیچ دریا کے
آئی تو کشتی ڈوب گئی اور سوار بمعہ دولہا دولہن کے وہ بھی ڈوب گئے اور اس
واقع کو بارہ سال گزر گئے۔ مگر بڑھیا کے دل کو قرار نہیں اور روتی رہتی ہے۔
جب سرکار غوثیت مآب نے واقعہ سنا تو فرمایا مائی کو میرے پاس لے آؤ
بوڑھی عورت کو حاضر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا تیری درد بھری کہانی سے میں بڑا
متاثر ہوا۔ میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات رب قدیر سے
واپس دلوا دوں گا۔ اس کے بعد آپ نے سر سجدے میں رکھ دیا۔ اور بارگاہ
رب العزت میں عرض کی مولیٰ تیرے بندے نے اس بوڑھی عورت سے
وعدہ کر لیا مہربانی فرما اور بارات کو نئی زندگی عطا فرما کر بارات کو واپس لوٹا
دے۔ تین مرتبہ آپ نے اسی طرح رب العزت کی بارگاہ میں فریاد کی آخر

مالک قدیر وقدیم نے اپنے محبوب کا کہنا خالی نہ موڑا اور یکا یک دریا میں جوش پیدا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے کشتی بمعہ اسباب بمعہ بارات کے صحیح سالم نکل آئی بڑھیا آپ کے قدموں پر گر پڑی جب شہر کو کرامت کا علم ہوا بت پرست مشرف بہ اسلام ہوئے

حوالہ جات

1. سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار مطبوعہ ۱۳۳۰ھ
2. خلاصۃ القادریہ من تصنیف لطیف شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
3. حیاء الموتی بعد السنین بدعاء المحبوب محی الدین ص ۱۲

کرامت کو فی نفسہٖ کرامت ماننا کافی ہوتا ہے مگر بعض لوگ اپنی قلبی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہر وقت اولیاء کرام کی کرامات پر معترض رہتے ہیں اس کرامت کا آئندہ دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خود فیصلہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حق کہنے اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن پاک سے دلیل نمبر 1

واذ قتلتم نفسا فادراتم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون

اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے (ترجمہ کنزالایمان) پارہ اوّل سورۃ بقرہ آیت نمبر ۷۲

اس واقعہ کا خلاصہ مختصر یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص تھا مگر اس کی اولاد نہ تھی ایک رات مال حاصل کرنے کی لالچ میں اس کے بھتیجوں نے اسے مار ڈالا اور صبح اٹھ کر واویلا کرنے لگے کہ ہمارے چچا کو کسی نے مار دیا ہے اور کچھ لوگوں پر شک کا اظہار کیا۔ اب سارے اس کی حقیقت جاننے

کیلئے موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دعا کے طالب ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔ قوم نے کہا موسیٰ ہمارے ساتھ مذاق مت کرو صحیح بات بتاؤ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا ہے تو کہنے لگے بتاؤ گائے کیسی ہے اس کا رنگ کیسا ہے عمر کتنی ہے وغیرہ وغیرہ قرآن گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تفصیل بتادی اب انہیں پتا چلا کہ ایسی گائے ایک یتیم بچے کے پاس ہے مختصر یہ کہ انہوں نے وہ گائے کئی گناہ زیادہ قیمت دے کر خریدی جب گائے ذبح کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فقلنا اضربوہ ببعضھا (ترجمہ کنزالایمان)

تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو۔

یہاں مفسرین نے مختلف اقوال بیان کیے ہیں کسی نے کہا بائیں ران تھی کسی نے کہا اس سے مراد زبان تھی، کسی نے کہا دمچی کی ہڈی تھی۔ مختصر یہ کہ اس ذبح کی ہوئی گائے کے بعض حصے کو اس مقتول سے لگایا گیا تو وہ اٹھ کے بیٹھ گیا اور تمام واقعہ بیان کیا اور پھر اسی طرح مردہ حالت میں لیٹ گیا۔

تفسیر بیضاوی ص ۸۵ ج نمبر ۱، تفسیر مظہری ص ۱۴۲ ج نمبر ۱، تفسیر خازن ص ۵۷ ج نمبر ۱، تفسیر نعیمی ص ۵۳۹ ج نمبر ۱، تفسیر حقانی ص ۳۰۵ ج نمبر ۱ تفسیر روح المعانی ص ۲۶۶ ج نمبر ۱، تفسیر روح البیان ص ۱۶۲ ج نمبر ۱ تفسیر مواہب الرحمٰن ص ۲۴۴ ج نمبر ۱) وغیرہ تقریباً تمام کتب تفاسیر میں اسی طرح اختصاراً یا تفصیلاً اختلاف الفاظ سے درج ہیں۔

اب آپ اس پر غور فرمائیں کہ اس واقعہ سے چند باتیں قابل غور ہیں:

❶ اللہ تعالیٰ قادر بھی ہے قدیر بھی ہے وہ کن کہے تو کائنات پیدا فرمائے اب اس مقتول کے زندہ کرنے میں کیا مشکل تھی کہ نہ تو خود اسے زندہ فرماتا ہے اور نہ ہی اپنے نبی علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ تم میری اجازت سے اس مردہ کو زندہ کرو بلکہ ان لوگوں کو اس گائے کے ذبح کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور پھر وہ بھی مخصوص گائے جس میں لمبی چوڑی شرائط رکھ دی۔

صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ابتداً اس لئے مردہ کو زندہ فرمایا اور اسے شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ یہ ہے کہ اشیاء کو ظاہری اسباب سے متعلق فرمایا کرتا ہے اور انہیں اسباب میں سے انبیاء اولیاء علیہم السلام کی مدد ہے

❷ گائے جو کہ ایک پالتو جانور ہے اسے اپنی قدرت کا مظہر کیوں بنایا۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کو اگر مظہر بنایا جاتا جو کہ قدرت کے مظہر اعلیٰ بھی ہیں پھر قوم بنی اسرائیل کے نبی بھی ہیں، اور پھر قوم کو اس چیز کی ضرورت بھی تھی کہ ان کو معجزات دیکھائے جاتے۔ اور اس سے دین کو فائدہ بھی تھا کہ بعض لوگ شائید معجزہ دیکھ کر ایمان لے آتے اور مسلمان ہو جاتے۔ اس کی وجہ سید المفسرین مظہر کمالات نبوت سیدنا عبداللہ ابن عباس بیان فرما رہے ہیں اور اس حدیث کو حضرت سعید ابن مصیب نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ابن جریر نے بسند صحیح حضرت عبداللہ ابن عباس سے موقوفاً روایت کیا ہے (تفسیر مظہری ص ۱۳۶ ج نمبر ا مترجم)

فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا اور اس کا ایک چھوٹی عمر کا لڑکا تھا اور اس کے پاس گائے کا ایک بچہ تھا جسے وہ اپنے فوت ہونے سے پہلے جنگل میں لایا اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کی خداوند میں اس گائے کے بچے کو اپنے بیٹے کے جوان ہونے تک تیرے پاس امانت رکھتا ہوں پھر اسے چھوڑ کر چلا آیا اور آ کر مر گیا وہ بچھیا جنگل میں چرا کرتی جو اسے دیکھتا اس سے دور بھاگ جاتی۔

(فائدہ) اس سے اولیاء اللہ کی شان کا اندازہ لگائیں اور یہ بھی پتا چلتا ہے کہ جب اللہ کے ولی کا وقت آخر قریب آتا ہے تو اسے خبر ہو جاتی ہے اور اس کا ثبوت حضرت عبداللہ ابن عباس کی یہ روایت کردہ حدیث ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ اللہ اپنے بندوں کی زبان سے نکلی ہوئی دعا قبول فرماتا ہے جیسے اس مرد صالح کی دعا قبول ہوئی اور گائے جنگل کے اندر محفوظ رہی۔

③ یہ کہ گائے کے جسم کا ٹکڑا لگانے سے زندہ کرنے کے کیا معنی ہیں۔ اس کے بارے مفسرین بیان فرماتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ گائے ظاہری سبب بھی ہے اور پھر اللہ کے ولی کے ساتھ متعلق بھی۔ خالق کائنات نے اس طویل بیان سے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ میری قدرتوں کا اظہار ان چیزوں سے بھی ہوتا ہے جن سے میرے ولیوں کو نسبت حاصل ہو جائے۔ جیسا کہ گائے جب اسے ایک ولی سے نسبت حاصل ہو گئی تو اللہ کو وہ بھی اتنی پیاری لگی کہ اسے اپنی قدرت کا مظہر بنا کر اس کے ذریعہ سے مردہ زندہ کر دیا۔

اب ان لوگوں سے پوچھیے جو کرامات اولیاء کا انکار کرتے ہیں کہ نادانوں کیا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ اس گائے کی دم کی ہڈی سے بھی کم ہیں جب ایک ولی کی گائے مردہ زندہ ہونے کا سبب بن سکتی ہے تو پھر امت مصطفیٰ کے ولی اور صرف ولی نہیں ولیوں کے شہنشاہ اور غوثوں کے بھی غوث کی دعائیں مردہ زندہ کرنے کی قوت کیوں نہیں رکھتیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک ولی کی گائے کا گوشت لگنے سے مردہ زندہ کرسکتا ہے تو وہی قادر قدیر غوث پاک کی دعا سے اگر بارہ سال کے بعد مردہ زندہ کردے اور ڈوبے ہوئے بیڑے کو واپس لوٹا دے تو اس کیلئے کوئی مشکل کام نہیں ہے درحقیقت ایسے لوگ میرے غوث کی کرامت کا نہیں بلکہ اللہ کی قدرت کا انکار کرتے ہیں۔

قرآن پاک سے دلیل نمبر 2

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام جب سو سال کے بعد دربارہ زندہ کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وانظر الی حمارك و لنجعلك اية للناس و انظر الی العظام كيف ننشزها ثم نكسوها لحما (پارہ نمبر ۳ البقرہ آیت نمبر ۲۵۹)

ترجمہ اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکہ ہم انہیں اٹھان دیتے ہیں پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ (کنز الایمان)

اب غور فرمائیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ سو سال کے بعد گدھے کی وہ بوسیدہ ہڈیاں جو اس وقت کئی ٹکڑوں میں بکھری پڑی تھیں فرمایا و انظر میرے نبی تو اس پر اپنی پیاری نگاہ ڈال دے میں تیری نظر کی برکت سے دیکھ اسے کیسے زندہ کرتا ہوں۔ اور اس کی دلیل آیت کے اگلے الفاظ ہیں فرمایا و لنجعلك ایه للناس پیارے نبی میں لوگوں کیلئے تجھے نشانی بنا رہا ہوں تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ میں نے اپنے نبی کی نظر میں یہ کمال رکھا ہے کہ جب یہ مردہ ہڈیوں پر نظر ڈالتا ہے تو وہ بھی زندہ ہو کر صحیح سالم گدھے کی صورت بن جاتی ہے۔ یہاں بھی اس قادر و قدیر رب نے اپنے نبی کی نگاہ کو سبب بنایا اور اپنی قدرت کا اظہار فرمایا، اور جو مالک و خالق اپنے پیارے کی نظر کے صدقے سے مردہ گدھے کو وہ بھی سو سال کا مرا ہوا اسے زندہ فرما سکتا ہے وہ غوث اعظم کی نظر سے اور ان کی دعا سے بارہ سال کا ڈوبا ہوا بیڑہ بھی تر اسکتا ہے یہ بھی اسی کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے۔

قرآن پاک سے دلیل نمبر 3

اللہ کے پیارے نبی اور وہ نبی جو خود بھی اس کی قدرت کاملہ کا ایک عظیم کرشمہ ہیں آپ اعلان فرما رہے ہیں۔

انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا با ذن الله (پارہ ۳ سورۃ آل عمران)

ترجمہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے آگے اسی آیت میں فرمایا:

واحی الموتی باذن اللہ

ترجمہ: اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے

اب انصاف پسند حضرات اس آیت کے دو جز میں نے پیش کیے ان پر توجہ فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو فرمایا انی اخلق یعنی میں بناتا ہوں ادھر اللہ فرمارہا ہے انی خالق بیشک میں بنانے والا ہوں تو یہاں اشکال پیدا ہو جائے گا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی دعویٰ کر رہے ہیں اور اللہ بھی اپنے بارے یہی فرمارہا ہے یہ کیا معاملہ ہے تو آیت کے اگلے الفاظ نے اشکال ختم کر دیا جب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا باذن اللہ میں کرتا ہوں مگر اللہ کے حکم سے کرتا ہوں یعنی بظاہر دیکھنے میں پھونک میں مارتا ہوں مگر اصلاً اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے اپنی قدرت کا اظہار فرماتا ہے دوسری بات یہ کہ آیت کے جز سے ایک یہ پہلو بھی سامنے آیا کہ اللہ چاہے تو اپنے کسی بندے کو یہ کمال عطا فرما سکتا ہے کہ وہ چیز جو پہلے جاندار نہ تھی اللہ کا پیارا بندہ پھونک مارے تو اللہ اس کی پھونک کے سبب سے اس میں جان ڈال دیتا ہے آیت کا دوسرا جز جو میں نے پیش کیا اس میں عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ یہ الفاظ بھی بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو یہ کمال و معجزات عطا فرمائے ہیں کہ وہ دعا کریں تو مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام سبب ہیں اور حقیقت میں ان پرندوں میں جان ڈالنے والا اور مردے زندہ کرنے والا خود قادر و قدیر رب ہے تو جیسے یہاں اس نے حضرت عیسیٰ کو اپنی قدرت

کا مظہر بنایا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ۱۲ سال کے بعد بیڑا ڈوبا ہوا ترائے اور اپنی قدرت کا مظہر سرکار سیدنا غوث الاعظم کو بنائے۔

قرآن پاک سے دلیل نمبر ۴

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

پارہ نمبر ۳ سورت بقرہ آیت نمبر ۲۶۰

واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن ط قال بلٰی ولکن لیطمئن قلبی ط قال فخذ اربعة من الطیر فصرھن الیك ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء ثم ادعھن یاتینك سعیا ط واعلم ان اللہ عزیز حکیم

ترجمہ اور جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے اے رب میرے مجھے دکھادے تو کیونکر مردے جلائے گا۔ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے۔ اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

قرآن حکیم اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار تو مردوں کو کس طرح زندہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے خلیل کیا تجھے اس پر یقین نہیں۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ مولا ایمان بھی ہے یقین بھی ہے مگر اطمینان قلبی کی خاطر سوال کر رہا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے خلیل چار

پرندے لو اور خود اپنے ہاتھوں سے ان کو ذبح کرو اور ان کا قیمہ کر کے آپس میں مدغم کر دو اور پھر انہیں اپنی طرف بلاؤ حضرت خلیل نے حکم خداوندی کے مطابق ایسا ہی کیا تو چاروں پرندے دیکھتے ہی دیکھتے صحیح سالم زندہ ہو کر آپ کے پاس حاضر ہو گئے۔ اب توجہ فرمائیں کہ اگر اللہ تعالیٰ بلا واسطہ خود ان پرندوں کو زندہ فرماتا تو اس کیلئے کوئی مشکل کام نہیں تھا مگر اس نے اپنے پیارے بندے کی شان بڑھانے کیلئے اور نادانوں کو سمجھانے کے لئے فرمایا:

ثم ادعھن یا تینک سعیا یعنی اے میرے پیارے خلیل آپ ان کو بلائیں تو وہ آپ کے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ اور پھر یقیناً ایسا ہوا کہ جب آپ نے آواز دی تو وہ پرندے دوڑتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہو گئے۔ غور فرمائیں کہ اس واقعہ کو اوّل تا آخر پڑھ لینے کے بعد واضح ہو جاتا ہے۔ کہ زندگی دینے والا پرندوں کو خداوند قدوس ہے مگر اس نے سارے کام میں واسطہ ابراہیم علیہ السلام کو بنایا کہ پیارے تو آواز دے تا کہ نادانوں کو پتہ چل جائے کہ حقیقت میں زندگی عطا فرمانے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اپنے بندوں کی شان بڑھانے کیلئے اپنی قدرت کا اظہار ان سے کرواتا ہے

اب انصاف سے بتائیں اور فیصلہ فرمائیں کہ جو خدا اس بات پر قادر ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قدرت کا مظہر بنا کر ان کی آواز پر پرندے زندہ فرما سکتا ہے تو اس کی قدرت کے سامنے یہ بات بھی کچھ مشکل نہیں کہ وہ غوث الاعظم کی ذات کو اپنا مظہر بنا کر ان کی دعا سے ۱۲ سال کے بعد ڈوبا ہوا بیڑا بھی تر اسکتا ہے اور سواروں کو بھی زندہ فرما سکتا ہے

قرآن سے دلیل نمبر 5

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ پارہ نمبر ۲ سورت بقرہ آیت نمبر ۲۴۳

الم ترا الی الذین خرجوا من دیارھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس و لکن اکثر الناس لایشکرون

ترجمہ اے محبوب کیا تم نے دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ ان سے فرمایا مرجاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔ (کنز الایمان)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ جس واقعہ کا ذکر فرما رہا ہے وہ واقعہ کچھ اس طرح ہے جسے علامہ بغوی نے نقل کیا کہ واسط کے علاقہ میں ایک گاؤں تھا جس کا نام داوردان تھا ایک مرتبہ وہاں طاعون پھیلا تو وہاں کچھ آدمی بھاگ گئے اور کچھ وہیں رہ گئے تھے ان میں سے اکثر مر گئے اور جو بھاگ گئے تھے وہ بچ گئے اور جب طاعون رفع ہو گیا تو وہ آدمی پھر اپنے اپنے گھروں کو چلے آئے اور جو وہیں رہ گئے تھے کہنے لگے کہ ہمارے یہ ساتھ ہم سے بہت ہوشیار تھے ۔اگر ہم بھی ایسا کرتے جیسا کہ انہوں نے کیا تو ہم سب زندہ رہتے اور اگر دوبارہ طاعون پھیلا تو ہم بھی کہیں ایسی جگہ چلے جائیں گے جہاں وبا بلکل نہ ہو۔ اللہ کی قدرت اگلے سال پھر طاعون پھیل گیا اور اس گاؤں کے رہنے والے لوگ بھاگ گئے اور ایک چٹیل میدان میں جا اترے جب وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے تو ایک فرشتہ نے اس جنگل کا نشیبی جانب سے اور دوسے نے اوپر سے آواز دی کہ (موتوا) (مرجاؤ) یا چیخ

ماری تو وہ سارے کے سارے وہیں مر گئے (ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اور امام احمد۔ امام بخاری، امام مسلم، نسائی نے اسامہ ابن زید سے انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

(بحوالہ تفسیر مظہری مترجم ص ۵۵۴)

بعض کہتے ہیں کہ ان کی لاشیں آٹھ دن اسی طرح پڑی رہیں بعض کہتے ہیں کہ عرصہ دراز گزر گیا حتیٰ کے ان کی لاشیں گل سڑ گئیں اور سخت بدبو پھیل گئی۔ آس پاس کے لوگوں نے وہاں آکر دیکھا چاہا کہ انہیں دفن کر دیں مگر ناممکن تھا اس لیے انہوں نے ان کے گرد اونچی اونچی دیوار کھینچ دی تا کہ نہ تو کوئی درندہ وہاں پہنچ سکے اور وہ بھی بدبو سے محفوظ رہ سکیں۔ حتیٰ کہ لاشیں بالکل گل سڑ گئیں اور ہڈیاں جدا جدا ہو کر بکھر گئیں۔ اتفاقاً ایک روز وہاں سے حزقیل علیہ السلام اور بعض نے کہا ذوالکفل ہے بہر کیف آپ وہاں سے گزرے اتنی ہڈیوں کو بکھرا ہوا دیکھا تو متعجب ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے وحی کی اے میرے نبی آپ انہیں پکاریئے آپ نے ان کے قریب جا کر فرمایا اے ہڈیو اللہ کے حکم سے جمع ہو جاؤ وہ تمام جمع ہو گئیں پھر آواز دی کے اے جسموں اللہ کے حکم سے تم گوشت اور کھال پہن لو آواز دینے سے گوشت وغیرہ آ گیا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ تو سارے کے سارے زندہ ہو گئے مقاتل اور کلبی کہتے ہیں کہ یہ لوگ حضور ذوالکفل علیہ السلام کی ہی قوم تھی آپ انہیں دیکھ کر بہت روئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ پیارے ہم ان کی زندگی تمہارے اختیار میں کر دی (تفسیر مظہری ص ۵۵۵)

توجب زندہ ہوئے وہ سارے سبحانک اللھم ربنا وبحمدک لا الہ الا انت کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے پھر یہ لوگ ایک عرصہ تک زندہ رہے مگر چہرے مردوں کی طرح تھے۔ ان کی اولاد بھی ہوئی مگر ان کے جسموں میں سے عجیب سے بدبو آتی تھی۔ (تفسیر مظہری، تفسیر روح البیان، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، رفیق بیضاوی، تفسیر مواہب الرحمٰن وغیرہ)

اب آپ اس واقع پر غور فرمائیں کہ یہ واقع بعینہ سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس واقع کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے اور اس واقع کو تمام مفسرین بلا انکار مان بھی رہے ہیں اور اپنی اپنی تفاسیر میں نقل فرما رہے ہیں کہ اللہ رب العزت کے پیارے بندے نے ہڈیوں کو دیکھ کر تین مرتبہ دعا کہ تو وہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں ایک عرصہ گزرنے کے بعد زندہ ہو گئے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام کے اس واقع کو پڑھ کر کوئی انکار نہیں کرتا سب یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی قدرت ہے کہ اس نے اپنے پیارے کے کہنے پر ان لوگوں کو زندہ کر دیا۔ مگر سمجھ سے بالاتر ہیں وہ لوگ کہ جب غوث اعظم کا یہ واقع سنا جاتا ہے یا پڑھا جاتا ہے تو پھر یار لوگوں کو اشکال کیوں پیدا ہوتا ہے اور طرح طرح کے اعتراضات اور تاویلات کہاں سے آتی ہے یا پھر یہ لوگ اللہ کے قادر و قدیر ہونے کے منکر ہو جاتے ہیں وہ خدا جو اس وقت حزقیل علیہ السلام کی دعا کے وقت قدرت رکھتا تھا اب کیا اس کی قدرت یا اس کے اختیار میں نہیں کہ غوث اعظم دعا فرمائیں اور وہ مردہ زندہ نہ کر سکے ہرگز ایسا نہیں بلکہ اس کی حاکمیت اس کا اختیار لازوال ہے۔ سارے کام کرتا خود

ہے مگر اس کا اظہار اپنے کسی پیارے سے کروا دیتا ہے اور جب کوئی پیارا غرض کر دے تو وہ اسے خالی نہیں موڑتا قرآن پاک سے چند دلائل پیش کرنے کے بعد کرامات اولیاء پر چند احادیث پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

۱: عن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی روایۃ طویلۃ فد نما (ای ابوبکر رضی اللہ عنہ) بالطعام فأکل واکلوافجعلوا لایر فعون لقمۃ الا ربا من اسفلھا اکثر منھا فقال یا اخت بنی فراس ماھذا؟ قالت لا وقرۃ عینی لھی الان اکثر منھا قبل ذلک بثلاث مرات، فأکلوا و بعث بھا الی النبیؐ فذکر انہ اکل منھا (متفق علیہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل روایت مروی ہے کہ ایک مرتبہ سرکار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کی دعوت کی آپ نے خود بھی ان کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور دوسرے صحابہ نے بھی۔ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتا۔ سرکار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنی زوجہ محترمہ جو قبیلہ بنی فراس کی تھیں) فرمایا اے بنی فراس کی ہمشیرہ یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے میرے سر کے تاج اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گناہ زیادہ ہے۔ تو ان سب صحابہ نے بھی اس کھانے کو خوب کھایا اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی بھیجا گیا تو آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اس کھانے کو تناول فرمایا (صحیح بخاری صحیح مسلم مسند امام احمد بن حنبل)

۲ : عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان عمر بعث جیشا و امر علیھم رجلا یدعی ساریۃ فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یا ساری الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المومنین لقینا عدونا فھزمونا فاذا بصائح یصیح یا ساریۃ الجبل فاسندنا ظھورنا الی الجبل فھزمھم اللہ تعالیٰ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس کا امیر ایک شخص کو مقرر فرمایا جس کا نام ساریہ تھا۔ ایک دن آپ ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک دوران خطبہ آپ نے پکارا اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو (جنگ کے بعد) لشکر سے ایک قاصد آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین ہم لوگ دشمن کے ساتھ لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ دشمن ہمیں شکست دے دے پھر اچانک کسی پکارنے والے نے پکارا اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ لو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ رب العزت نے انہیں شکست دے دی

(مسند امام احمد بن حنبل، دلائل النبوۃ، امام بیہقی، تفسیر کبیر، دلائل النبوۃ امام ابو نعیم)

۳ عن زادان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان علیا رضی اللہ عنہ حدث حدیثا فکذبہ رجل فقال لہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادعو علیک ان قلت کاذبا قال ادع فدعا علیہ فلم یبرح حتی ذھب بصرہ

حضرت زادان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گفتگو فرما رہے تھے تو ایک شخص نے آپ کو جھٹلایا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو نے جھوٹ بولا تو میں تیرے لئے بددعا کروں۔ اس نے کہاں

ہاں بددعا کریں چنانچہ سرکارِ علی پاک رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو وہ شخص ابھی اس مجلس سے اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ اندھا ہو گیا۔
طبرانی المعجم اوسط، امام ہیثمی، مجمع الزوائد

۴ عن خیثمة رضی الله عنه قال اتی خالد بن الولید رضی الله عنه برجل و معه زق خم فقال: اللهم اجلعله عسلا فصار عسلا وفی روایة لما قدم خالد بن الولید الحرة اتی بسم فوضعه فی راحیه ثم سمی و شربه رواه اللالکائی والذهبی والعسقلانی وقال رواه ابو یعلی وابن سعد و ابن ابی الدنیا باسناد صحیح

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اس کے پاس شراب کی بھری صراحی تھی آپ نے فرمایا اے اللہ اسے شہد بنا دے تو وہ شراب فوراً شہد میں بدل گئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مقام حرہ پر تشریف لائے تو ان کے پاس زہر قاتل لایا گیا انہوں نے ہتھیلی پر ڈالا اور بسم اللہ پڑھ کر پی گئے (مگر اس زہر نے ان پر مطلقاً کوئی مضر اثر نہیں کی)

۵ عن ابی هریره رضی الله عنه فی روایة طویلة وکان خبیب هو قتل الحارث یوم بدر فمکث عندهم اسیرا و کانت تقول من بعض بنات الحارث مارایت اسیرا قط خیرا من خبیب لقد رایته یا کل من قطف عنب وما بمکة یومئذ ثمرة و انه لموثق فی الحدید وما کان الا رزقه الله رواه البخاری، و احمد بن حنبل فی المسند، عبد الرزاق فی المصنف، و الطبرانی فی المعجم الکبیر، والعسقلانی فی فتح الباری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا بعد کے ایک واقعہ میں حضرت خبیب گرفتار ہو کر ان کے قیدی بن گئے۔ حارث مقتول کی ایک بیٹی کہا کرتی تھی میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے زیادہ اچھا اور نیک کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اور بے شک میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو دوران قید انگور کا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ ان دنوں مکہ میں کوئی پھل نہیں ملتا تھا (یعنی پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا) اور ویسے بھی وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے سو یہ وہ روزی تھی جو اللہ تعالیٰ انہیں (غیب سے) مرحمت فرماتا تھا۔ بندۂ ناچیز نے پانچ احادیث بمع حوالہ جات پیش کیں جس میں کرامت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ ہمیشہ کھانا کھانے سے کم ہوتا ہے مگر کرامت و برکت صدیقی یہ ہے کہ آپ جس برتن سے کھانا تناول فرمائیں تو وہ کئی گناہ بڑھ جائے۔ اسی طرح کرامتِ فاروق اعظم یہ ہے کہ سینکڑوں میل کی دوری سے آپ کی نگاہ دیکھ بھی رہی ہے اور لشکر اسلام کی مشکل کشائی بھی فرما رہے ہیں۔ اسی طرح مولائے کائنات علی المرتضیٰ کو جھٹلانے والا بے ادب اندھا ہو گیا اسی طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے شراب شہد میں تبدیل ہو گئی اور آپ پر زہر قاتل نے اثر نہ کیا اسی طرح حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید میں غیب سے انگوروں کو خوشہ ملنا بھائیو! یہ سب صحابہ اولیائے

کاملین کی کرامات ہی تو ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ تو صحابہ کی بات ہے اور تم اولیاء کی کرامات بیان کر رہے ہو تو عرض کر دوں کہ ہر صحابی کے پاس درجہ ولایت بھی ہوتا ہے اولیائے کاملین کی شان مصطفیٰ کریم ﷺ نے بڑے واضح الفاظ میں بیان فرمائی۔

چھٹی حدیث بھی پڑھیں

۶:عن ابی هريرة قال:قال رسول الله ﷺ ان الله قال من عادی لی ولیا فقد آذ نته با الحرب و ما تقرب الی عبدی بشی ء احب الی مما افتر ضت علیه ، وما یزال عبدی یتقرب الی با النوافل حتی احبه فا ذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصربه و یده التی یبطش بها ور جله التی یمشی بها و ان سا لنی لا عطینه و لئن استعاذنی لا عیذنه و ماترددت عن شی ء انا فاعله تر د دی عن نفس المومن یکره الموت و انا اکره مساء ته

صحیح بخاری، صحیح ابن حبان، سنن کبریٰ امام بیہقی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے میرا قرب نہیں پاتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو اور میرا بندہ نفلی عبادات کے ذریعہ سے برابر میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہو جس

سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جو سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں میں نے جو کام کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی اس طرح متردد نہیں ہوتا جیسے بندہ مومن کی جان لینے میں ہوتا ہوں اسے موت پسند نہیں اور مجھے اس کی تکلیف پسند نہیں اس حدیث قدسی کے غور سے پڑھنے کے بعد تو کرامات اولیاء کے حق ہونے میں کسی قسم کا شائبہ باقی نہیں رہتا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یعنی فرض تو فرض واجب تو واجب سنتیں تو سنتیں رہیں میرا بندہ نوافل کی بھی پابندی کرتا ہے اسے موسم کی سختی اور تندی کی پرواہ نہیں ہوتی بس اپنے مالک وخالق کو راضی کرنا اس کا مقصود ہے تو جب وہ رضائے مولا حاصل کرنے کیلئے عبادت میں دوام اختیار کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حتی احببتهٗ یہاں تک کہ میں اس محبت کرنے لگتا ہوں یعنی اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ اب اس میں اور عالم لوگوں میں فرق واضح کر دیتا ہوں کہ جسے میں نے محبوب بنایا اس کی شان یہ ہے کہ کنت سمعه الذی یسمع به میں اس کے کان بن گیا جن سے وہ سنتا ہے تو گویا ولی کے کان جو ہیں ان میں سننے کی طاقت اللہ کی ہے۔ تو جن کانوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وطاقت کارفرما ہو ان کانوں کیلئے کچھ مشکل نہیں کہ وہ دور دراز سے سن لیں اس کے بعد اللہ رب العزت

نے ارشاد فرمایا و بصرہ الذی یبصر بہ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے تو جن آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرتو طاقت کارفرما ہو ان کیلئے دور و نزدیک دیکھنا ایک برابر ہے لہٰذا اللہ کا ولی دور و نزدیک دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے اس کیلئے کچھ مشکل نہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویدہ التی یبطش بھا اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے دوستوں جب اللہ کا مقرب بندہ اس مقام پر ابھی فائز نہیں تھا تو چند گز کے فاصلے سے بھی نہیں پکڑ سکتا تھا مگر جب اللہ کی طاقت و قدرت اس کا ہاتھ بنی تو بیٹھا لاہور میں ہو جہاں چاہے تصرف فرما سکتا ہے بیٹھا بغداد میں ہو جہاں چاہے دستگیری فرما سکتا ہے اس کے بعد اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ورجلہ التی یمشی بھا اور اس کا پاؤں بن جاتا جس سے چلتا ہے جب اللہ کی قدرت شامل حال ہوگئی تو آن واحد میں وہ جہاں چاہتا ہے جاتا ہے اور ایک ہی لمحے میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ اب فیصلہ فرمائے کہ جب اللہ اپنے بندے ولی کامل کی زبان، ہاتھ، کان، آنکھ اور پاؤں کی طاقت خود بنتا ہے تو اس بندے کیلئے کیا مشکل باقی رہ گئی کہ اگر وہ کسی کی دستگیری فرمائے اور کوئی مشکل اس کے آڑے آجائے۔ مسلک دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب اپنی کتاب ضیاء القلوب صفحہ 29 میں فرماتے ہیں اس مرتبہ کو پہنچ کر بندہ خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس کو برزخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب

وامکان مساوی ہیں کسی کو کسی پہ غلبہ نہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ غور فرمائیں کہ پیر صاحب نے بندہ کو باطن میں خدا مان لیا ہے اور عالم میں متصرف مان لیا مگر ہمارا عقیدہ اہلسنت و جماعت کا روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہم اولیاء کو خدا نہیں خدا کا بندہ ہی مانتے ہیں اور یہ بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عالم میں اختیار عطا فرمائے ہیں۔ وہ اللہ کی عطا سے مدد کرتے ہیں، دستگیری فرماتے ہیں اب یہ ساری تقریر پڑھنے کے بعد حدیث قدسی کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں کہ اگر اسی قدرت کا اظہار اللہ تعالیٰ اپنے ولی کامل غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ، زبان یا آنکھ سے فرمادے تو پھر یار لوگوں کو تسلیم کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟ اور حدیث پاک میں جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا (لو اقسم علی اللہ لابرہ) کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کام کے بارے قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے تو میرے بھائیو! غوث اعظم جو کہ اولیاء کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اگر وہ کسی بات کے بارے عرض کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی ناز برداری نہ فرمائے گا ؟ اگر وہ کسی سے کوئی وعدہ فرمالیں تو کیا اللہ تعالیٰ ان کے وعدے کو پورا نہیں فرمائیگا۔ ہمارا رب ایسا کریم اور رحیم ہے اگر ہم جیسے سیاہ کار بدکردار بھی خالی ہاتھ اٹھالیں تو وہ فرماتا ہے میرا بندہ میرے در سے خالی ہاتھ جائے مجھے

اس بات سے شرم آتی ہے میری رحمت کو یہ چیز گوارا ہی نہیں پھر کہاں ہم اور کہاں غوث اعظم جو حسب اور نسل ہر طرح سے ہم سے اعلیٰ اور افضل ہیں اللہ ان کو کیسے خالی موڑے گا۔ اب ہر پڑھنے والا اس رسالہ کو پڑھ کر انصاف کرے اور یقیناً کسی بھی منصف مزاج کے پاس انکار کی گنجائش نہیں کیونکہ (کرامت الاولیاء حق) سرکار غوثیت مآب کی کرامت کا انکار وہی کرے گا جو اصل میں اللہ کے قادر اور قدیر ہونے میں شک کرتا ہے اور یہ کرامت غوث اعظم کی کوئی آج کے سنی مسلمانوں نے اپنے پاس سے نہیں گھڑی بلکہ اس کا ذکر قدیم سے علماء اور صلحاء اور فضلاء اور اولیاء کی نوک قلم سے اور نوک لسان سے بھی ہوتا چلا آیا ہے چنانچہ اس ولی کامل واکمل علامہ مولانا غلام محی الدین قصوری قدس سرہ العزیز نے جو کہ حضور شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے آخری خلیفہ علمی اور عملی دنیا کے شہباز اور قطب وقت ہو گزرے ہیں آپ نے قصیدہ در بارہ میں اسی کرامت کا بیان فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ اس قصیدہ کو فاضل جلیل عالم نبیل علامہ حیدر اللہ خان صاحب درانی مجددی نقشبندی علیہ الرحمٰن نے اپنی کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی میں نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا برخوردار ملتانی جیسی ہستیاں جو کہ نبراس شرح عقائد جیسی مشہور و معروف کتاب کے محشی بھی ہیں اپنی کتاب غوث اعظم ص ۲۷۷ میں اسی واقعہ کو بیان فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے شہرت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اس کے سچا ہونے کیلئے یہی دلیل کافی ہے

بہجۃ الاسرار میں خود سرکار سیدنا غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے شیخ کامل بلکہ ہر سنی کے پیرومرشد فرماتے ہیں۔

انا حجة الله عليكم و انا نائب رسول الله و وارثه فی الارض يقال لی يا عبد القادر سل تعطی فی روايت تكلم يسمع منك

فرماتے ہیں لوگو میں اللہ کی بارگاہ میں تمہارے لئے حجت ہوں اور میں نائب اور وارث شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں مجھے فرمایا جاتا ہے اے عبدالقادر سوال کر جو سوال کرے گا تجھے عطا کیا جائیگا اب انصاف سے بتاؤ کہ اگر غوث اعظم اس بوڑھی مائی کی فریاد پر اللہ تعالیٰ سے سوال کریں تو کیا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرماتے ہوئے 12 سال کے بعد بیڑا بمع سواروں کو ترا سکتا ہے یا نہیں؟ یقیناً ترا سکتا ہے کیونکہ وہ قادر اور قدیر ہے اپنے پیارے بندے کی شان بڑھانے کیلئے اپنی قدرت کا اظہار فرمانا اس کیلئے کچھ مشکل نہیں اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

حدیث: علماء امتی کا انبیا بنی اسرائیل

میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں

حدیث: العلماء ورثة الانبياء

علماء نبیوں کے وارث ہیں

اب دونوں احادیث مبارکہ کو ذہن میں رکھ کر فیصلہ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے

انبیائے سابقین کو جو معجزات عطا فرمائے اب ان انبیاء کے جو وارث یعنی اولیاء امت محمدیہ علی صاحبہا ہیں اگر ان سے اسی طرح کی کرامات ظہور میں آجائیں تو کون سا ایسا اشکال پیدا ہوتا ہے

میرا انداز بیاں گو خوب نہیں اتنا
شائید کے تیرے دل میں اتر جائے میری بات
مگر ضد بڑی بری چیز ہے
اور پھر نہ ماننے والوں کیلئے یہی کہوں گا
خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے

اللہ تعالیٰ حق ماننے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ نبی الرؤف الرحیم

آخر میں بندہ ناچیز اراکین انجمن خدام رسول اور اراکین بزم محدث اعظم قصور کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس رسالہ کی اشاعت میں میری بھرپور معاونت فرمائی جس میں جناب حاجی محمد مشتاق صاحب اور جناب بھائی محمد نصیر صاحب کا نام سرفہرست ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کاوش کو ہم سب کیلئے ذریعہ نجات بنائے اور اس رسالہ کو بارگاہ غوثیت میں مقبول فرمائے اور بقول عارف کھڑی بارگاہ غوث اعظم میں عرض گزار ہوں۔

تمت بالخیر

استاذ العلماء شیخ الحدیث شیر اہلسنت پیر طریقت رہبر شریعت

ابوالارشاد

علامہ مفتی غلام رسول اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۱۷ شوال المکرّم

بمقام: دربار عالیہ قادریہ اشرفیہ حضور شیر اہلسنت پیکو جامع مسجد بادامی باغ لاہور میں منعقد ہوتا ہے

زیر صدارت

جانشین شیر اہلسنت صاحبزادہ **علامہ ابوالاحسن محمد احمد قادری اشرفی**

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ اشرفیہ حضور شیر اہلسنت بادامی باغ لاہور

ہم

الحمدللہ دین متین کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر لاہور اور گردونواح میں عظیم تعلیمی منصوبہ جات کی تکمیل چاہتے ہیں

آپ سے گزارش ہے اس عظیم کام میں ہماری سرپرستی فرما کر 2 کنال پر مشتمل پلاٹ کی خریداری کیلئے تعاون فرمائیں

0300-4283437/0323-4200317